

ماہِ ربیع الاول اور رحمت اللعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا

الحمد لله الذي من على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا
والصلوة والسلام على نبي الهدى وعلى اله وصحبه نجوم الاهتداء وبعد:

حضور اکرم ﷺ جہان میں فضل و رحمت بن کر تشریف لائے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔

(پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷)

اور یقیناً اللہ عزوجل کی رحمت پر خوشی منانا عین حکم قرآنی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ
ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اُسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

(پ ۱۱، یونس، ۵۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نقل فرمائی:

”جب ابو لہب مر گیا تو اس کے بعض گھر والوں نے اُسے خواب میں بُرے حال میں دیکھا۔ تو پوچھا! تم پر کیا گزری؟ وہ بولا، تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ (اس کلمے کی انگلی کے اشارے سے) میں نے تُو بیہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(بخاری، جلد ۱، ص ۱۵۳، حدیث ۵۱۰۱)

اس حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کے چچا ابو لہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی خبر ملی تو اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا اس کا صلہ اسے یہ ملا کہ اس کے انتقال کے بعد اسے خواب میں دیکھا گیا تو اس نے بتایا کہ ہر پیر کو اس کی کلمے کی انگلی سے اسے پانی کا گھونٹ دیا جاتا ہے اور اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جب ابو لہب جیسے کافر کو مرنے کے بعد اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشی منانے کا صلہ مل سکتا ہے تو جو مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منائے اسے کس قدر اجر ملے گا!!

سوال:

کیا ہر وہ نیا کام جو نبی اکرم ﷺ نے نہ کیا ہو اور بعد کے زمانے میں کیا جائے وہ بدعت ہے؟

جواب:

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ **بدعت** کے معنی کیا ہیں اور کیا ہر بدعت **سیئہ** یعنی بری ہوتی ہے۔ آئیے! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سیرت طیبہ کو دیکھتے ہیں اس سے پہلے یاد رکھئے! کہ بدعت کے لغوی معنی ”نئی چیز“ کے ہوتے ہیں۔ اب ہر وہ نیا کام جو زمانہ رسالت کے بعد کیا گیا اسے دیکھا جائے گا کہ آیا وہ کام دین اسلام اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہے یا نہیں۔ اگر وہ نیا کام شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو گا تو وہ بدعتِ سیئہ (بری بدعت) میں داخل ہو گا اور ناجائز و حرام ہو گا۔ یہی اس حدیث کے معنی ہیں:

”كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ“

یعنی ہر بدعت (وہ نیا کام جو شریعت کے خلاف ہو) گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔

(سنن النسائی، حدیث نمبر ۱۷۸۶، ۱/ ۵۵۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور اگر وہ نیا کام شریعتِ مطہرہ کے خلاف نہ ہو تو وہ بدعتِ سیئہ (یعنی بری بدعت) میں داخل نہیں ہے بلکہ اس نئے کام کے شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے بدعتِ حسنہ (یعنی اچھے نئے کام) میں داخل ہے اور عین شریعت کے مطابق ہے۔

دیکھئے! **نبی کریم ﷺ** نے نماز تراویح کبھی بھی اپنی حیات طیبہ میں پورے رمضان باجماعت ادا نہیں فرمائی اور نہ ہی باجماعت پڑھنے کا حکم دیا بلکہ ایک مرتبہ صحابہ کرام خود ہی آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئے لیکن آپ ﷺ نے اس ایک بار کے عمل کو کبھی بھی پورے رمضان اختیار نہیں فرمایا۔

جب حضرت **سیدنا عمر فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور آپ نے صحابہ کرام کو باجماعت نماز تراویح پڑھتے دیکھا تو اسے بہت پسند کیا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انتہائی رہنما اصول ہمیں عطا کیا اور فرمایا:

نِعْمَ الْبَدْءٌ هَذَا۔ یعنی یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

(**صحیح البخاری**)، حدیث نمبر ۱۹۰۶، کتاب صلاة التراويح، باب، فضل من قام رمضان، ۲/۴۰۵، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت)

اب قابل غور بات یہ ہے کہ وہ عمل جسے رسول اقدس ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں نہ کیا اُس کے بارے میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ (حدیث بخاری سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی) کیونکہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ صحیح و مستند حدیث سن رکھی تھی۔

”مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ۔“

(**صحیح مسلم**)، باب الحث علی الصدقہ، ۲/۴۰۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

”جس شخص نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا تو اس کو اس نیک کام کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں نے اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کیا ان لوگوں کا ثواب بھی اُس (نیک کام کے جاری کرنے والے) کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔“

یعنی جو شخص اسلام میں ایسا اچھا طریقہ جاری کرے جو دین اسلام سے نہ ٹکراتا ہو وہ بڑے ثواب کا حق دار ہے اور قیامت تک جو مسلمان اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اُن کو بھی ثواب ملتا رہے گا اور جاری کرنے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا اور دونوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اب اگر ہم یہی قاعدہ درست سمجھ بیٹھیں کہ جس بھی کام کو حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا اور وہ کام بعد میں کیا جائے تو وہ نیا کام بُرا ہی ہوتا ہے تو پھر سیدنا **فاروق اعظم** اور پوری جماعت **صحابہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع پر کیا حکم لگایا جائے گا!!؟

کیا **معاذ اللہ** صحابہ کرام کو اس قاعدے کا علم نہ تھا بلاشبہ صحابہ کرام ہم سے زیادہ دینی امور کو سمجھتے تھے اور وہ یہ بات جانتے تھے کہ ہر نیا کام بدعتِ سیئہ نہیں ہوتا بلکہ جو کام دین اسلام سے نہ ٹکراتا ہو اگرچہ اس کام کو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہو وہ جائز ہے اور کیا جاسکتا ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ کے فرمان سے ظاہر ہے۔

دیکھئے! آج نمازِ تراویح پورے رمضان باجماعت تمام بلادِ مسلمین میں ادا کی جاتی ہے اور اسے کوئی بدعت نہیں کہتا بلکہ تمام مکاتب فکر کے لوگ اسے ادا کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے اس انداز میں نمازِ تراویح ادا نہیں فرمائی حتیٰ کہ وہ لوگ جو بدعت کی مالا جپتے رہتے ہیں وہ بھی پورے رمضان باجماعت نمازِ تراویح ادا کئے جانے کے قائل ہیں اب ان لوگوں سے یہ پوچھا جائے کہ تمہاری بیان کردہ تعریف کے مطابق تو تم خود بھی بدعت کے مرتکب ٹھہرے۔ وہ اس کا کیا جواب دیں گے!!؟

خلاصہ یہ کہ جو بھی نیا کام کیا جائے اسے شریعت کے اصولوں پر پرکھا جائے اگر وہ نیا کام شریعت سے ٹکراتا ہو تو بدعتِ سیئہ ہوگا اور اگر نہ ٹکراتا ہو تو بدعتِ حسنہ ہوگا جیسا کہ سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہمیں یہی سیکھنے کو ملا ہے۔

ربیع الاول کے مہینے میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محفلیں سجانا اور اس میں حضور ﷺ کی نعتیں پڑھنا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت بڑھتی ہے اور بالخصوص نئی نسل اور بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت سے آشنائی ہوتی ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں اسلام اور زیادہ پختہ ہوتا ہے تو یہ عمل کسی طرح بھی شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہے لہذا مسلمانوں کو بڑھ چڑھ کر ان نیک کاموں میں حصہ لینا چاہئے۔

جیسا کہ صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار کہا کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ خود ان کیلئے منبر رکھ دیا کرتے تھے تاکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی شان بیان کریں اور کفار کی مذمت کریں۔ امام ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث نقل فرمائی:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ يَضَعُ لِحَسَّانٍ مِّنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَاءً مَا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

أَوْ قَالَتْ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدْسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ

يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ -

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں نبی ﷺ حسان کیلئے مسجد نبوی میں منبر رکھ دیا کرتے تھے وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے، یا فرمایا: وہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے دفاع کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: بے شک اللہ تعالیٰ حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتا ہے یا ان کا دفاع کرتا ہے۔
(سنن الترمذی، باب ما جاء فی انشاد الشعر ۴/۲۱۶)

اور بخاری و مسلم میں الفاظ یوں ہیں:

”اللَّهُمَّ اَيُّدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ“
اے اللہ جبریل امین کے ذریعے حسان کی مدد فرما۔

ملاحظہ فرمائیے:

(صحیح البخاری، حدیث نمبر ۴۴۲، باب الشعر فی المسجد، ۱/۱۷۳، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت)
صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۸۵، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴/۱۹۳۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

پیدائش کی خوشی یا وفات کا غم

سوال:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے دن ہوئی اسی طرح وفات بھی اسی دن ہوئی تو پھر اس دن صرف خوشی ہی کیوں منائی جائے غم بھی منانا چاہئے۔

جواب:

اسلام میں سوگ منانے کا حکم صرف تین دن کیلئے ہے اس سے زیادہ ہمیں سوگ منانے کا حکم نہیں دیا گیا جبکہ شریعت مطہرہ نے خوشی منانے کی کوئی قید نہیں لگائی جب جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی تاریخ آتی رہے گی تب تب اہل اسلام نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے رہیں گے اور اگر اس دن خوشی منانے پر کوئی اجر نہ ملتا تو ابولہب جیسے کافر کے عذاب میں اللہ رب العزت عزوجل

ہرگز تخفیف نہ فرماتا جب کہ یہ بات صحیح بخاری کی روشنی میں ثابت ہے کہ پیر کے دن ابو لہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کیونکہ اس نے حضور ﷺ کی ولادت کے دن آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی (کنیز) ”ثویبہ“ کو آزاد کیا تھا۔

(بخاری، جلد ۱، ص ۱۵۳، حدیث ۵۱۰۱)

تو جب ابو لہب جیسے کافر کے عذاب میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر تخفیف کر دی گئی تو اگر کوئی مسلمان رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آمد کی خوشی منائے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کس قدر انعام و اکرام فرمائے گا لہذا اہل اسلام ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے رہیں گے۔

سوال:

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی گزرا لیکن کسی نے بھی اس طرح ربیع الاول میں میلاد نہیں منایا جس طرح آپ مناتے ہیں تو کیا آپ لوگ صحابہ کرام سے زیادہ عاشق رسول ہیں؟

جواب:

نبی کریم ﷺ کی احادیث صحیحہ کی روشنی میں ہمیں یہ رہنما اصول ملا کہ جو بھی نیا کام شریعت مطہرہ سے نہ ٹکراتا ہو اسے کرنا جائز ہے اگرچہ عہد رسالت میں اسے نہ کیا گیا ہو۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نقل کی:

”مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ۔“

ترجمہ: ”جس شخص نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا تو اس کو اس نیک کام کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں نے اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کیا ان لوگوں کا ثواب بھی اُس (نیک کام کے جاری کرنے والے) کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔“

(صحیح مسلم، باب الحث علی الصدقہ، ۲/۷۰۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اسی طرح **فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اُن کے حکم پر **صحابہ کرام** نے باجماعت پورے رمضان نماز تراویح ادا کی جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ صحابہ کرام اس رہنما اصول کو جانتے تھے کہ جو بھی نیک عمل شریعت مطہرہ سے نہ ٹکراتا ہو اسے کرنا جائز ہے اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے اُس عمل کو نہ کیا ہو۔

ایسے لوگوں کا یہ بے بنیاد اعتراض **معاذ اللہ** صحابہ کرام کی جانب بھی لوٹتا ہے کہ کیا صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رغبت رکھتے تھے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جو جواب اس قسم کا اعتراض کرنے والے صحابہ کرام کی باجماعت پورے رمضان نماز تراویح کا دیں گے جبکہ نبی کریم ﷺ نے یہ فعل نہیں کیا تھا وہی جواب اس اعتراض کا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم تمام عالم اسلام کی خیر فرمائے اور حضور کریم علیہ السلام کی ولادت کی خوشیاں ہمیشہ منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ محمد عرفان شامی

تاریخ: ۲۶۔ صفر المظفر۔ ۱۴۳۲ھ بمطابق 31 جنوری 2011ء۔

وللہ الحمد اولاً و آخراً۔